مولانا عبدالخالق ملتانی رحمہ اللہ

رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ ﷺ کے والدین شریفین جنتی ہیں

سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین ﷺ کے والدین شریفین رضی اللہ عنھما کی نجات کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں۔قولِ اوّل ناجی ہیں۔قولِ دوم غیر ناجی ہیں۔قولِ سوم توقف وسکوت۔(مرقاۃ المفاتیح ص۲۰۵ ج۴ وبذل المجھود ص۲۱۴ ج۵ وفتح الملھم ص۵۱۰ ج۲)۔لیکن پہلا قول راجح ہے جیسا کہ زیرِ نظر مضمون میں مذکورہ دلائل سے واضح ہے۔اس رسالہ کے مولف جامع المعقول والمنقول بحر العلوم محدث وفقیہ حضرت مولانا عبدالخالق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔مولانا موصوف موضع جھنڈیر احمد پور سیال (ضلع جھنگ) کے رہنے والے اور حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے نامور تلامذہ میں سے تھے تقسیم ہند سے قبل دارالعلوم دیو بند میں مدرس رہے۔تقسیم کے بعد جامعہ عباسیہ بہاولپور میں بھی مدرس رہے۔پھر جامعہ قاسم العلوم ملتان میں شیخ الحدیث رہے۔اس کے بعد دارالعلوم کبیر والہ کی بنیاد رکھی اور تا حیات اس کے مہتمم،صدر مدرس وشیخ الحدیث رہے۔۱۳۸۶ھ میں وفات پائی اور دارالعلوم کبیر والہ میں آسودۂ خواب ہیں۔رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً۔مولانا کا یہ تحقیقی مضمون ایک رسالہ کی شکل میں شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد مدظلہٗ نے مکتبہ حقانیہ ملتان سے شائع کیا جسے قارئین کے استفادہ کے لیے ذیل میں شائع کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَحَبِیْبِہٖ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَOاَمَّابَعْدُ

سوال: کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین ناجی ہیں یا غیر ناجی؟

جواب : ناجی ہیں اس بارے میں شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے چھے رسالے لکھے ہیں۔

(۱) سَالِکُ الْحُنَفَاءِ فِیْ وَالِدَیِ الْمُصْطَفٰی.

(۲) اَلدَّرَجُ الْمُنِیْفَۃُ فِیَ الْآبَاءِ الشَّرِیْفَۃِ .

(۳) اَلْمُقَامَۃُ السُنْدُسِیَّۃُ فِی النِّسْبَۃِ الْمُصْطَفَوِیَّۃِ.

(۴) اَلتَّعْظِیْمُ وَالْمَنَّۃُ فِیْ اَنَّ اَبَوَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّۃِ.

(۵) نَشْرُ الْعَلَمَیْنِ الْمُنِیْفَیْنِ فِی الْاَبَوَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ .

(۶) اَلسُّبُلُ الْجُلِیَّۃُ فِی الْاٰبَاءِ الْعُلِیَّۃِ.

پہلے رسالے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے والدین شریفین ناجی ہیں۔امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

صَرَّحَ بِذٰلِکَ جَمْعٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَلَھُمْ فِیْ تَقْرِیْرِ ذٰلِکَ مَسَالِکُ.

یعنی علماء کی ایک جماعت نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کے والدین شریفین ناجی ہیں اوران کے اس کے اثبات میں کئی مسلک ہیں۔

پہلا مسلک

یہ ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کی بعثت سے پہلے ان کی وفات ہوئی ہے اور رسول کی بعثت سے پہلے کسی کو عذاب نہیں ہوا کرتا لقولہ تعالیٰ:

(۱) وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا. (بنی اسرائیل ، ۱۵)

ترجمہ: ہم کسی کو عذاب نہیں کرتے جب تک رسول نہ بھیجیں۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں ائمہ اہل سنت نے بالاتفاق اس آیت سے استدلال کیا ہے۔اس پر کہ بعثت رسول علیہ السلام سے پہلے کسی کو عذاب نہیں ہوا کرتا۔

(۲) ذٰلِکَ اِنْ لَّمْ یَکُنْ رَّبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّاَھْلُھَا غَافِلُوْنَ (ھود ، ۱۱۷)

ترجمہ: یہ اس لیے کہ تیرا رب بستیوں میں رہنے والوں کو ان کی بے خبری میں ہلاک کرنے والا نہیں۔ بلکہ پہلے ان کو خبردار کیا جاتا ہے جب وہ اس خبردہی پر ایمان لاتے ہیں یا عمل نہیں کرتے تو پھران پر ہلاکت آتی ہے۔

(۳) وَلَوْلَا اَنْ تُصِیْبَھُمْ مُّصِیْبَۃٌم بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیَاتِکَ وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (القصص، ۴۷)

ترجمہ: اگر نہ ہوتی یہ بات کہ ان کی غلط کاریوں پر مصیبت پڑنے سے وہ یہ عذر کرتے کہ یاالٰہی تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا، جو تیری آیات کی تبلیغ کرتا اور ہم ان آیات کا اتباع کرتے اور مومن ہوجاتے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

ابن ابی حاتمؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مرفوعاً بسند حسن یہ روایت بیان کی ہے کہ قیامت کے دن ھَالِکُ فِی الْفَتْرَۃِ یہ عذر پیش کرے گا۔

رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیَاتِکَ وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

(۴) وَلَوْ اَنَّا اَھْلَکْنٰھُم بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِہٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَارَسُوْ لاً فَنَتَّبِعَ آیَاتِکَ مِنْ

قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰی (طٰہٰ،۱۳۴)

ترجمہ: اگر ہم ان کو نزول قرآن سے پہلے عذاب سے ہلاک کرتے تو وہ یہ کہتے کہ اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیرے کلام (واحکام) کی پیروی کرتے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

ابن ابی حاتمؒ نے اپنی تفسیر میں عطیہ عَوْفِیْ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ھَالِکَ فِی الْفَتْرَۃِ قیامت کے دن یہی عذر پیش کرے گا کہ رَبِّ لَمْ یَاْ تِنِیْ کِتَابٌ وَّلَا رَسُوْ لٌ.

(۵)وَمَا کَانَ رَبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْ اُمِّھَا رَسُوْلاً یَّتْلُوْ عَلَیْھِمْ آیَاتِنَا (القصص،۵۹)

ترجمہ: تیرا رب بستیوں والوں کو ہلاک کرنے والا نہیں تھا جب تک کہ اُمُّ القُرٰی کو رسول نہ بھیجتا۔

امام سیوطیؒ حضرت ابن عباس ؓ اور قتادہؒ سے ابن ابی حاتمؒ کی تفسیر سے ناقل ہیں کہ اسی واسطے رب تعالیٰ نے مکہ والوں کو ہلاک نہیں کیا جب تک کہ محمد ﷺ کو مبعوث نہیں فرمایا۔

(۶)وَھٰذَا کِتَابٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبَارَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْ حَمُوْنَ Oاَنْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اُنْزِلَ الْکِتَابُ عَلٰی طَائِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَاوَاِنْ کُنَّا عَنْ دِرَاسَتِھِمْ لَغَافِلِیْنَO (الانعام۔۱۵۵،۱۵۶)

ترجمہ: ’’اور (اے کفر کرنے والو) یہ کتاب بھی ہمیں نے اتاری ہے برکت والی۔ تو اس کی پیروی کرو اور (خدا سے) ڈرو تا کہ تم پر مہربانی کی جائے۔ (اور اس لیے اتاری ہے) کہ (تم یوں نہ) کہو کہ ہم سے پہلے دو ہی گروہوں پر کتابیں اتری ہیں اور ہم ان کے پڑھنے سے (معذور اور) بے خبر تھے۔‘‘

اَنْ تَقُوْلُوْا عِلَّت ہے کِتَابٌ اَنْزَلْنٰہُ کی یعنی قرآن اس لیے نازل فرمایا گیا ہے کہ تورات وانجیل کی تعلیم سے اپنی بے خبری کا اور بے علمی کا عذر پیش نہ کر سکو۔

(۷)وَمَا اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا لَھَا مُنْذِرُوْنO ذِکْرٰی وَمَا کُنَّا ظَالِمِیْنَ . (الشعراء،۲۰۸،۲۰۹)

ترجمہ: ’’اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اس کے لیے نصیحت کرنے والے (پہلے بھیج دیتے) تھے۔ تا کہ نصیحت کر دیں اور ہم ظالم نہیں ہیں۔‘‘

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اپنی تفسیر میں قتادہؒ سے ناقل ہیں کہ کسی بستی کو اللہ عزوجل نے کتاب کے نازل کرنے اور رسول بھیجنے سے پہلے ہلاک نہیں کیا اور امام ممدوح نے سات حدیثیں بھی اس بارے میں پیش کی ہیں کہ اَھْلِ فَتْرَۃ کو یعنی ان لوگوں کو جو دو رسولوں کے زمانہ کے درمیان فوت ہو گئے ہوں نہ پہلے رسول کی دعوت ان کو پہنچی ہو اور نہ دوسرے رسول کا زمانہ انہوں نے پایا ہو عذاب نہ ہوگا یہاں تک کہ قیامت کے دن رب

العزت جلّ شانہٗ ان کا امتحان لیں گے پھر جو سعید ہوں گے وہ امتحان میں پاس ہو کر جنت میں جائیں گے اور جو شقی ہوں گے وہ امتحان میں پاس نہ ہوں گے اور دوزخ میں جائیں گے۔

پہلی حدیثِ مرفوع مسند امام احمد اور مسند اسحٰق بن راہویہ اور امام بیہقیؒ کی کتاب الاعتقاد سے اور دوسری حدیث مرفوع ان تینوں کتابوں سے اور تفسیر ابن مردویہ سے نقل کی ہے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً۔ تیسری حدیث مرفوع مسند بزار سے بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا ایک راوی ضعیف ہے جس کی حدیث کو امام ترمذیؒ حسن قرار دیتے ہیں اور اس حدیث کے شواہد موجود ہیں۔ جو اس کے حسن ہونے کے مقتضی ہیں۔ چوتھی حدیثِ مرفوع مسند بزار اور مسند ابی یعلی سے نقل کی ہے جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ پانچویں حدیث عبدالرزاقؒ اور ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ سے نقل کی ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں یہ حدیث بھی حکماً مرفوع ہے۔ چھٹی حدیث مرفوع مسند بزار اور مستدرک حاکم سے نقل کی ہے جس کے راوی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ساتویں حدیث مرفوع طبرانی اور ابو نعیم سے نقل کی ہے۔ جس کے راوی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں:

وَنَظُنُّ بِاٰبَائِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ اَلَّذِیْنَ مَاتُوْا قَبْلَ الْبَعْثَۃِ اَنَّھُمْ تُطِیْعُوْنَ عِنْدَ الْاِمْتِحَانِ اِکْرَاماً لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِتَقِرَّ بِھِمْ عَیْنُہٗ اِنْتَھٰی۔

یعنی ہمارا ظن غالب یہی ہے کہ حضور ﷺ کے وہ آباء کرام جو حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے فوت ہو گئے ہیں امتحان میں پاس کیے جائیں گے۔ حضور ﷺ کی تکریم کے لیے تاکہ حضور ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں:

اَقُوْلُ وَیُؤَیِّدُہٗ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (الضحیٰ، ۵)

ترجمہ: اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ رِضٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا یَدْخُلَ اَحَدٌ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِہِ النَّارَ (تفسیر ابن جریر)

جبکہ رب العزت جل شانہٗ کا وعدہ ہے کہ قیامت کے دن ہم تجھے وہ کچھ دیں گے جس سے تو راضی ہو جائے گا۔

نیز محشر کے دن حضور ﷺ کو فرمایا جائے گا:

سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

یعنی تو مانگ جو کچھ مانگنا ہو، تجھے دیا جائے گا اور شفاعت کر، تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔

اور حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ رَبِّی فَیُعْطِیْنِیْ فِیْهِمَا وَاِنِّی لَقَائِمٌ یَوْمَئِذٍنِ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ.

(رَوَاهُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَصَحَّحَه')

یعنی میں اپنے والدین کے حق میں رب تعالیٰ سے سوال کر چکا ہوں تو جبکہ میں قیامت کے دن مقام محمود میں کھڑا ہوں گا تو رب تعالیٰ مجھے دیں گے وہ، جو کچھ میں نے مانگا ہے اپنے والدین کے حق میں۔

نیز حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ رَبِّی اَنْ لَّا یُدْخِلَ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ اَلنَّارَ فَاَعْطَانِیْ ذٰلِکَ رَوَاهُ الْحَافِظُ مُحِبُّ الدِّیْنُ الطَّبْرِیُّ فِیْ ذَخَائِرِ الْعُقْبٰی (مسالک محنفاص ۱۳،۱۴)

یعنی میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میرے اہل بیت میں سے کسی کو دوزخ میں داخل نہ کرے تو رب تعالیٰ نے میرا یہ سوال پورا کرلیا ہے۔تو جبکہ دوسرے اہل فترت میں سے بہت سے سعید امتحان پاس ہو کر جنت میں جائیں گے تو حضور ﷺ کے آباءِ کرام اہلِ فترۃ بطریق اولیٰ اس انعام سے مشرف ہوں گے۔ بلکہ احادیث مذکورہ کی رو سے یہ انعام ان کے لیے موعود ہو چکا ہے۔یہ تو ہوگا قیامت کے دن اور قبل از قیامت بھی وہ ناجی ہیں۔لقولہ تعالیٰ:

وَمَاکُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا. (بنی اسرائیل ، ۱۵)

ترجمہ: اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیج لیں عذاب نہیں دیا کرتے۔

تنبیہ

اَبَوَیْن شَرِیْفَیْن کے حق میں اس مسلک کو اختیار کرنے والے جن علماء کرام کے اسماء کی امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے وہ یہ ہیں: شیخ الاسلام شرف الدین یحییٰ مناوی ابوالمظفر سبط ابن الجوزیؒ۔شارح صحیح مسلم امام ابوعبداللہؒ محمد بن خلف ابی۔شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری اور ایک دوسری جماعت جن کے اسماء کی تصریح نہیں کی۔

دوسرا مسلک

ابوین شریفین کے ناجی ہونے میں دوسرا مسلک امام سیوطیؒ نے مسالک الحنفاء میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ دین ابراہیمی پر تھے اور لکھا ہے کہ اس مسلک کو علماء کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔ایک ان میں سے امام فخر الدین رازیؒ ہیں جو اپنی تفسیر کبیر میں اس مدعیٰ پر آیت شریف

اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ o وَ تَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ (الشعراء۔۲۱۸،۲۱۹)

ترجمہ: جو تم کو جب تم (تہجد کے وقت) اٹھتے ہو دیکھتا ہے اور نمازیوں میں تمہارے پھرنے کو بھی۔

سے استدلال کرتے ہیں بایں طور کہ آپ کا نور ساجد سے ساجد کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے۔اسی واسطے حضور ﷺ نے فرمایا:

لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ

''میں ہمیشہ منتقل ہوتا رہا پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف''

تو امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت شریفہ اور حدیث شریف دال ہیں اس پر کہ حضور ﷺ کے جمیع اصول آباء و اُمَّھات مُوَحِّدْ تھے کیونکہ قرآن کریم کی نص اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (التوبۃ،۲۸) دال ہے اس پر کہ مشرک نَجَسٌ ہیں اور حضور ﷺ کا فرمان دال ہے اس پر کہ آپ کے جمیع اصول طاہر ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کے جمیع اصول شرک کی نجاست سے پاک تھے۔

آگے امام سیوطیؒ نے اس مسلک کی تائید میں اپنی طرف سے یہ دلیل پیش کی ہے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کے اصول میں سے ہر اصل حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے والد ماجد تک اپنے اپنے قرن کا خیر اور افضل رہا ہے اور ان کے قرن میں کوئی دوسرا ان سے خیر اور افضل نہیں ہوا۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث مرفوع بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دلائل النبوۃ بیہقی کی حدیثِ مرفوع بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ اور دلائل النبوۃ ابونعیم کی حدیثِ مرفوع بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی کی حدیثِ مرفوع بروایت حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ اور طبقات ابن سعد کی حدیثِ مرفوع بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ترمذی اور بیہقی کی حدیث مرفوع بروایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور طبرانی اور بیہقی اور ابونعیم کی حدیثِ مرفوع بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور مستدرک حاکم کی حدیث مرفوع بروایت حضرت ربیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے یہ بات ثابت ہے۔

نیز امام موصوفؒ فرماتے ہیں کہ آثار سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام کے عہد تک اسلام ہی اسلام رہا ہے ان آثار کو حاکمؒ نے مستدرک میں اور ابویعلیؒ اور طبرانیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نیز ابن سعدؒ نے طبقات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عکرمہؒ سے اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہ سے نقل کیا ہے۔

آگے امام موصوفؒ فرماتے ہیں کہ دوسرے آثار سے جو مصنف عبدالرزاقؒ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور تفسیر ابن جریر میں شَھْرِبنِ حَوْشَبؒ سے اور تفسیر ابن منذر میں قتادہؒ سے اور امام احمدؒ کی کتاب الزہد اور خلالؒ کی کتاب کرامات الاولیاء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں یہ ثابت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے عہد مبارک سے لے کر خاتم الانبیاء ﷺ کے عہد مسعود تک ہر قرن میں موحدین عابدین للہ کی ایک جماعت رہی ہے تو اگر موحدین کی یہ جماعت حضور ﷺ کے اصول اور آباء ہوں تب تو مدعیٰ ثابت ہو گیا اور اگر ان کے غیر ہوں تو لازم آئے گا کہ وہ حضور ﷺ کے اصول و آباء سے افضل ہوں۔ کیونکہ موحد غیر موحد سے افضل ہوتا ہے حالانکہ احادیث مرفوعہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر قرن میں حضور ﷺ کے آباء ہی خیر اور افضل رہے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ ہر قرن میں حضور ﷺ کے آباء اور اصول موحد ہی رہے ہیں۔ تو مدعیٰ ثابت ہو گیا۔

(جاری ہے)